رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM WEEKLY QADIAN. Pb.

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم قادیان

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارالامان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ہفتہ وار

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
والیان ریاست و حکومت سے ۱۰۰ر
امراء و رؤسا سے ۲۵
معاونین سے ۱۰
عوام سے ۵ ر
ممالک غیر سے ۷ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۹ | ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۳۶ء یوم شنبہ | نمبر ۱۰

مبلغین کی فوجی ٹریننگ ختم ہو گئی

۱۷ مارچ کو صبح ۹ بجے مبلغین کی ٹریننگ کا کام نہایت حسن و خوبی سے ختم ہو گیا۔ لفٹیننٹ مرزا گل محمد صاحب سالار جیش و نگران اعلیٰ و سید سید احمد صاحب مولوی فاضل افسر جیش نے مسلسل ڈھائی ماہ کی محنت شاقہ سے مبلغین کی فوجی ٹریننگ کو مکمل کر دیا۔ مبلغین کیلئے بھی یہ مرحلہ بہت ہی نازک تھا۔ مگر انہوں نے پوری تندہی سے فوجی ٹریننگ کو حاصل کیا۔ ۱۷ مارچ کی صبح کو سالار جیش کے دیوان خانے میں مبلغین کو باوردی جمع کیا گیا۔ جہاں انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے اعزاز میں سلامی اتاری۔ سلامی کے بعد اس فوجی ٹریننگ کی یاد میں ایک فوٹو لینا تجویز کیا گیا تھا۔ فوٹو میں تمام وہ مبلغین جنہوں ٹریننگ کو مکمل کیا تھا۔ باوردی موجود تھے اس فوٹو میں حضرت امیر المومنین نے بھی شمولیت فرمائی۔ حضرت امیر المومنین کے دائیں طرف سالار جیش بہادر تھے۔ اور ان کے ساتھ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور بائیں طرف افسر جیش اور ان کے ساتھ پریذیڈنٹ نیشنل لیگ قادیان تھے۔

فوٹو مہتہ عبد الرزاق صاحب نے لیا۔

فوٹو کے بعد افسر جیش ایک مبلغ کو آواز دیتے تھے وہ لبیک کہکر آگے آجاتا تھا۔ فوجی سلام دیکر ادب سے کھڑا ہو جاتا۔ سالار جیش ہر ایک مبلغ کے لئے حضور کی خدمت میں ایک بیج پیش کرتا۔ جو حضور اپنے ہاتھ سے اس کے سینے پر لگا دیتے

تمام مبلغین کو اعزازی رینک دیئے گئے۔ بعض کو ٹولی افسر کا رینک دیا گیا۔ اور بعض کو دستہ افسر کا۔ ہر شخص نشانی لینے کے بعد حضور سے مصافحہ کر کے کر کے واپس اپنی جگہ پر چلا جاتا۔

۱۷ مارچ کو دوپہر کے وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان مبلغین کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کا شرف بخشا۔

اور آج ۲۰ مارچ کو بہت سے مبلغ اپنے اپنے مقررہ مقامات کی طرف تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے۔

نیشنل لیگ اٹھوال کا اجلاس

مورخہ ۱۲ کو بعد نماز عشاء نیشنل لیگ اٹھوال کا جلسہ زیر صدارت چوہدری حسین بخش صاحب پریذیڈنٹ لیگ منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش ہو کر منظور ہوئیں

(۱) ہمیں یہ معلوم کر کے بہت ہی رنج ہوا ہے۔ کہ آریہ ہائی سکول کی نویں جماعت کے پرچہ فارسی میں فتنہ احرار سے جو کہ گذشتہ دو سال سے جماعت احمدیہ کے مقدس مذہبی مرکز قادیان میں جاری ہے متاثر ہو کر آریوں نے اپنی تلون مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلالفروز جماعت احمدیہ کے مقدس پیشوا کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہیں۔ لیگ ہذا کا یہ جلسہ ان کی اس اشتعال انگیز حرکت کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے افسران محکمہ تعلیم کی خدمتمیں پر زور درخواست کرتا ہے۔ کہ فوری توجہ فرما کر فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والی حرکت کے خلاف ضروری کارروائی فرما کر اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیں (۲) اس کارروائی کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب لاہور جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر تعلیم پنجاب لاہور۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور۔ جناب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گورداسپور۔ جناب صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور۔ جناب صدر صاحب نیشنل لیگ قادیان اور اخبار "الحکم" "الفضل" قادیان کو بھیج جاویں۔ (خاکسار سیکرٹری نیشنل لیگ اٹھوال ۲۲/۳)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

الحکم کا دوبارہ اجراء

از قلم ڈاکٹر ایم ۔ آر ۔ ملک

"الحکم" کے دوبارہ جاری ہونے پر میرا ارادہ تھا۔ کہ کچھ لکھوں۔ لیکن افسوس کہ بعض وجوہات کی بناء پر میں ایسا نہ کر سکا۔ اب اس ارادے کی قدرے تکمیل کر رہا ہوں۔

عشاقِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے الحکم کا یہ دورِ جدید مژدہ جانفزا سے کم نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کن الفاظ میں اس کا ذکر کیا جائے۔ (الحکم کا نام ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ رہتی دنیا تک زندہ رہے گا) یہ ان کے جسم میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دیگا۔ اور حضور کی یاد سے انہیں تڑپائیگا بہت سے مریضانِ عشق اس میں اپنی صحت کا سامان پائیں گے ؎

مبارک اے جریدۂ الحکم تیرا دنیا میں پھر آنا
مبارک صد مبارک اس رُخِ انور کا دکھلانا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو خدمت کی سعادت الحکم کے حصہ میں آئی آئندہ نسلیں اسپہ رشک کریں گی۔ اوراقِ پارینہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی عاشق صادق دیوانہ ہو کر اس خدمت کو بجا لا رہا ہے۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصود یہی سمجھ رکھا ہے۔ کہ وہ آبِ حیات جو اس قحط سالی میں آسمان سے اترا۔ اُسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا جائے۔ گھنٹے گھنٹے اور منٹ منٹ کا خوانِ ہدیٰ روحانی بھوکوں کے لئے التزام سے چنا جاتا ہے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس وقت نہ کوئی نظام تھا اور نہ اور سہولت کے ذرائع ۔ لیکن حضرت عرفانی نے اس خدمت کو ایسی خوبی سے نبھایا کہ صد آفرین! ان کی یہ خدمت اللہ تعالےٰ کے حضور (یقیناً) اجرِ عظیم کا مستحق ٹھیرائے گی۔ حق کی اشاعت کا یہ شوق انہوں نے اپنی اولاد میں بھی پیدا کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے یہ امر باعث اطمینان ہوگا۔ کہ وہ کام جسے انہوں نے خود شروع کیا ان کی اولاد کے ذریعے آئندہ بھی جاری رہے گا۔ خدا تو ایسا ہی کرے!

الحکم کے اس دور سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق واقعات اگرچہ نئے سرے سے صفحہ قرطاس پر آ رہے ہیں۔ لیکن ان کے بھی پرانے خزینے کی طرح منتشر حالت میں رہ جانیکا اندیشہ ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ انہیں خاص کوشش سے یکجا کر دیا جائے۔ اگر یہ کام بھی عرفانی صاحب کی زندگی (خدا ان کی عمر لمبی کرے!) میں ہو جائے۔ تو ایک بہت بڑی خدمت ہوگی۔ گو مکتوبات وغیرہ کے سلسلہ سے اس کی طرف جسارت کی گئی ہے۔ لیکن وہ بھی بہت حد تک تشنۂ تکمیل ہے۔ اگر عرفانی صاحب اپنی بقیہ زندگی کے ایام یکسوئی سے اس طرف لگا دیں۔ تو یہ کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ میں نے متعلقہ نظارتوں کو اکثر دفعہ اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ عرفانی صاحب کی خدمات اس بارہ میں حاصل کر کے اس کام کو جلدی اور باقاعدہ شروع کر دیا جائے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ خود ہی اسے توکل علی اللہ شروع کر دیں مجھے امید ہے۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں دوسری کاوشوں سے بے نیاز کر دیگا۔

اب میں اخبار کے مضامین کے متعلق عرض کرتا ہوں۔

جو عنوان مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ بہت ضروری ہیں۔ یعنی سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے صحابہ۔ اور مکتوبات۔ اور آپ کی غیر مطبوعہ تقریریں و تحریریں، وغیرہ۔ تاثرات کے متعلق جو عنوان زیادہ کیا گیا ہے۔ وہ بہت مفید ہے۔ یہ تاثرات خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوں۔ یا اپنے (کسی احمدی کے) اپنے تاثرات میں یہ باتیں داخل ہوں۔ کہ کس طرح احمدیت قبول کرنے کی توفیق ہوئی۔ کیا کیا تکالیف برداشت کرنی پڑیں خدا تعالےٰ کے تائیدی نشانات (الہام و کشوف بھی شامل ہوں) اور علم و عرفان میں ترقی یعنی احمدی ہو کر قرآن شریف کے کن خاص مضامین کی طرف رہنمائی ہوئی۔ آپ کے اور عرفانی صاحب کے تاثرات اور حقائق و معارف اور اسلامی ممالک میں تبلیغی کارنامے (جو آپ گاہے گاہے بادشاہی درباروں میں تبلیغ وغیرہ کے متعلق لکھتے رہتے ہیں) اسی تحت میں آتے ہیں۔

اخبارات کے ماتحت ایک صفحہ اسلامی ممالک کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے جس میں وہاں کے مسلمانوں کی سابقہ و موجودہ سیاسی و اقتصادی۔ تمدنی۔ اخلاقی اور دینی حالت پر بحث ہو۔

والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر) ایم ۔ آر ۔ ملک

بھوکے بھیڑیے

از جناب حسن رہتاسی

دور ہونے کو ہے اُس سرکش کی مستی ایک دن
بلکہ مٹ جانے کو ہے ظالم کی ہستی ایک دن

تا بکے بھرتے رہیں گے پیٹ بھوکے بھیڑیے
رنگ ہاں لائے گی ان کی فاقہ مستی ایک دن

ہاتھ پاؤں کان آنکھوں دل سے پوچھا جائیگا
ہوگی شاہد ظالموں کی چیرہ دستی ایک دن

کس کے کمر باندھو کمر تم پھر خدا کے فضل سے
احمدی ہو کر رہے دنیا کی بستی ایک دن

ہم نے مانا آج مہنگے ہیں تمہیں صبر و رضا
پر یہی جنسِ گراں آئیگی سستی ایک دن

کس لئے ہستی کے مالک سے رکھیں ہستی دریغ
جبکہ مٹ جانے کو ہے یہ فانی ہستی ایک دن

ہیں بہت نزدیک وہ دن جبکہ عزت پاؤ گے
اور بلندی سے بدل جائیگی پستی ایک دن

آخرِ شب گر بہاؤ گے مسلسل سیلِ اشک
آگ بدخواہوں پہ دیکھو گے برستی ایک دن

بول ہونے کو ہے بالا حق پرستی کا حسن
اور فنا ہونے کو ہے باطل پرستی ایک دن

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب کی روایات

حضرت حافظ صاحب نے الحکم کو جس قدر روایات دی ہیں۔ اس قدر روایات کسی بزرگ سے نہیں مل سکیں۔ حضرت حافظ صاحب کا حافظہ خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت عمدہ ہے۔ بعض اوقات وہ حضور کے منہ کے کلمات کے صفحوں کے صفحے بے تکان بیان کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں کہ جو دل میں آیا حضرت کی طرف منسوب کر دیا۔ بلکہ بعض عبارتیں طبع شدہ ہیں۔ اور جب ان سے ملا کر دیکھا۔ تو کوئی فرق نہ پایا گیا۔

حضرت حافظ صاحب نے کچھ روایات ذکر حبیب کی مجلس میں بیان کی تھیں۔ ان میں سے بعض الحکم میں چھپ چکی ہیں اور بعض باقی ہیں۔ میں آج کی اشاعت میں ان کو درج کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں۔

اسی سلسلہ میں میں اس امر کا افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ احباب کرام روایات کے جمع کرنے کے متعلق سستی سے کام لے رہے ہیں۔ صحابہؓ مسیح موعودؑ کم ہو رہے ہیں۔ اور بعض بڑھاپے کی وجہ سے حافظہ میں کمی محسوس کرنے کی وجہ سے روایات بیان کرنے سے بھی گریز ...... کرتے ہیں۔ بیرونی جماعتوں کے احباب اگر اس وقت کو غنیمت جان کر روایات جمع کر لیں۔ تو یہ سیرت طیبہ کے علاوہ بہت سے مسائل دینیہ کے لئے بھی بابرکت ہونگیں۔ آنے والی نسلوں کے لئے ایک شمع ہدایت ہونگیں۔ ورنہ اگر اس زمانہ علم میں ہم خاموش رہے۔ تو آنے والی نسلیں ہماری اس کوتاہی کو کبھی معاف نہیں کریں گی۔ اس لئے احباب پوری توجہ سے اس طرف توجہ فرماویں۔ (ایڈیٹر)

(۱)

حضرت اقدس کے زمانے میں بہت سی باتیں ہم ایسی دیکھتے تھے۔ کہ حضور صبح کو کسی الہام کا ذکر فرماتے اور شام کو وہ الہام پورا ہو جاتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ جیسے منٹ منٹ کی خبر آپ کو معلوم ہو رہی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ آریوں نے بذریعہ اشتہار حضور کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ اس کے متعلق ایک الہام ہوا۔ وہ اسی دن ظہر کے وقت پورا ہو گیا۔

(۲)

ایک دن فرمایا۔ کہ الہام ہوا ہے۔ کہ زلزلہ آئیگا اور بارش ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بارش ہوئی اور زلزلہ آیا۔ اسی طرح بہت سی باتیں ہم دیکھتے اور سنتے تھے۔ کبھی شدید گرمی میں حضور کے منہ سے نکل جاتا۔ کہ آج بڑی گرمی ہے۔ ہم اس دن سمجھ لیتے تھے۔ کہ اب بارش آئے گی

(۳)

میں صلح کرنے والا ہوں

ایک دفعہ حضور کی مجلس میں ایک شخص لکھنؤ سے آیا۔ اور اس نے مقابلہ کی خواہش کی۔ اور کہا میں آپ کو آپ کے دعوے میں جھوٹا ثابت کرونگا۔ حضور نے اس کی سخت کلامی سنکر فرمایا۔

میرے دلائل تو متقیوں پر اثر کرتے ہیں

وہ کہنے لگا۔ کہ آپ نے اتنا بڑا دعویٰ کر دیا۔ مگر آپ قاف کا تلفظ تک صحیح ادا نہیں کر سکتے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید حضور کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ یہ سنکر غصے میں آگئے۔ اور اسے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ مگر حضور نے منع فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ سید صاحب بھی ہمارے مہمان ہیں۔ اور آپ بھی ہمارے مہمان ہیں۔ اور میں درمیان میں

صلح کرنے والا ہوں

پھر آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ اچھا آپ نے عربی پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا۔ کہ حدیث بھی پڑھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا۔ کہ آپ نے وہ حدیث نہیں پڑھی۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مہدی کی زبان میں ثقل ہوگا۔ اس پر وہ مان گیا۔ اور بیعت کی اور آپ کی مدح میں قصیدہ لکھا۔ اس شخص کا نام مولوی یوسف خاں تھا۔

(۴)

آپ کے اخلاق کا مقام بہت بلند تھا

میں آنکھوں سے معذور تھا۔ ظاہری وجاہت نہ تھی۔ مگر حضور کی محبت اور اخلاق کے قربان جاؤں۔ میں نے آپ کے اخلاق کا جو مقام دیکھا۔ وہ پھر کسی انسان کا نہ دیکھا ایک دفعہ میں حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ کمرہ چھوٹا تھا۔ اور احباب بھرے ہوئے تھے۔ جگہ تنگ تھی .... اس لئے میں جوتیوں ہی میں بیٹھ جانے لگا حضور نے مجھے دیکھ کر آگے بلوا لیا۔ اور اس سے بڑھکر یہ شفقت کی کہ اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور فرمایا۔ کہ

یہاں جگہ ہے

اسی طرح ایک اور واقعہ ہوا۔

مسجد مبارک تنگ تھی۔ چھ آدمی کھڑے ہوتے تھے عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ جب جماعت کھڑی ہونے لگی تو میں تنگی کے خیال سے پیچھے ہٹنے لگا۔ مگر آپ نے میرا بازو پکڑ کر پاس کھڑا کر لیا۔

آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ حضور کی شفقت کے یہی ایک دو واقعات ہیں۔ ہر شخص کی ذات کے ساتھ حضور کے وہ احسانات بیکراں ہیں۔ جن کا شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(۵)

میں ایک دفعہ عید الفطر کے موقعہ پر قادیان آیا۔ میں ابھی مسجد کے باہر ہی تھا۔ اور حضور مسجد کے اندر تھے۔ میں نے اندر جانے کی کوشش کی۔ حضور نے دیکھ کر فرمایا۔

حافظ صاحب آپ وہیں ٹھیریں میں آتا ہوں

(۶)

قربانی کا گوشت

ایک دفعہ ہمارے گھر میں خادمہ قربانی کا گوشت لے کر پہونچی۔ اور بتایا۔ کہ حضور نے حضرت ام المومنین سے پوچھا۔ کہ حافظ صاحب کے گھر گوشت بھیجا ہے۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا۔ کہ نہیں۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ

خرید کر بھیج دو

چنانچہ حضور نے پیسے دیئے اور گوشت ہمارے گھر بھجوا دیا۔

(۷)

جنت غرباء کے استقبال کیلئے آتا ہے

میری پہلی بیوی فوت ہو گئی۔ تو میں نے ایک دن عرض کیا۔ کہ حضور اُسے وصیت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اور وہ بڑی تکلیف اٹھا کر فوت ہوئی ہے۔ سنکر فرمایا۔

جنت غرباء کے استقبال کے لئے خود آتا ہے

اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو وہ لوگ جن کو تکلیف نہ پہونچی ہوگی۔ دیکھ کر حسرت سے کہینگے۔ کاش ہم کو بھی تکلیف پہونچ جاتی اور ہمارا جسم قینچیوں سے کاٹا جاتا۔

(۸)

ایک دفعہ میں نے کسی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے تکلیف پہونچی ہے۔ فرمایا۔ یہ خیال غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود تکالیف پہونچی ہیں۔ کیا وہ گناہوں کا نتیجہ تھا۔

تَرٰی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ

(۹)

حضور ایک دن اپنے احباب کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ اور میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا ایک الہام ہے

ترٰی اعینھم تفیض من الدمع

مجھے اس وقت بڑی خوشی ہوئی۔ اور میرا دل سجدہ شکر میں جا گرا۔ کہ میں بھی ... اس الہام کا مصداق ہوں۔

(نوٹ) خدا تعالےٰ نے اصحاب الصفہ کی ایک یہ بھی علامت بتلائی تھی۔ آج ہم کو یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ کہ کسی پرانے صحابی کے مکان پر جاؤ وہاں کوئی دوسرا ذکر سننے میں نہیں آئیگا۔ ان کی زبان پر ذکر حبیب ہے۔ رقت گلا گھونٹ دیتی ہے۔ آنکھیں نہ رکنے والے آنسو بہا رہی ہیں اور ان کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں بالکل یتیم بچے کی طرح ہیں۔ جس کے ماں اور باپ دونوں داغ مفارقت دے گئے ہوں میں جب اس نظارے کو دیکھتا ہوں۔ تو محو حیرت ہو جاتا ہوں۔ کہ کس طرح ان لوگوں کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سرایت کر چکی ہے۔

(۱۰)

ایک دفعہ سیر میں حضور کے ساتھ میں بھی تھا حضور فرمانے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو ساتھ لیکر جنگلوں کی طرف چلتے تھے۔ اس لئے ہم بھی اپنے صحابہ کو لیکر چلتے ہیں تا کہ وہ سنت پوری ہو جائے۔

(۱۱)

حضور اپنے مجالس میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور دنیا کی بے ثباتی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یہ مکان تو رہ جائیں گے۔ مگر ہماری ہڈیاں بھی ہنس رہیں گی (اس سے مراد حاضرین مجلس سے تھی)

(۱۲)

خدا ہی ضرورتیں پوری کرتا ہے

حافظ صاحب کہتے ہیں۔ کہ ان سے انکی بیوی نے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب پچیس روپے لے کر گھر گئے۔ اور حضرت ام المومنین کو دئے۔ حضرت ام المومنین نے دریافت فرمایا۔ کہ کہاں سے گئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ آسمان سے آئے ہیں۔

(۱۳)

حضور کی دعا

ایک شخص کا ذکر فرمایا۔ کہ اس کا خط آیا کہ۔ مجھ پر فرد جرم لگ گئی ہے۔ آپ میرے لئے دعا فرما دیں اس نے پچاس روپے لنگر خانہ کے لئے بھیجے۔ حضور نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ بچ گیا۔ اور اس کی برأت ظاہر ہو گئی۔ تب اس نے مزید پچاس روپے بھی بطور نذرانہ بھیجے۔

(۱۴)

عبدالکریم حیدر آبادی کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا اسے کسولی بھیجا گیا۔ وہاں علاج ہوا۔ مگر باوجود علاج کے یہاں آکر بیمار ہو گیا۔ اور کسولی والوں نے لکھا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر حضور کی دعا سے وہ بچ گیا۔ ایک عرصہ تک زندہ رہا۔ اور صاحب اولاد ہوا

(۱۵)

ایک نشان

ایک دن ایک شخص آیا۔ اس نے حضور کو رقعہ لکھا کہ میں چالیس دن یہاں ٹھیرونگا۔ اور میں نشان کا طالب ہوں۔ حضور نے اسے بلایا۔ اور فرمایا۔ ممکن ہے۔ اس عرصہ میں نشان ظاہر ہو۔ مگر تم اسے نشان نہ مانو۔ دیکھو تیس سال سے ہم نے لکھ دیا۔ کہ تیرے پاس دُور دُور سے لوگ آئیں گے۔ آپ ہی بتائیں۔ کہ کیا ہم نے آپ کو کرایہ بھیجا۔ یا یہاں کوئی آپ کو کام تھا۔ آپ کو کس نے بلایا۔ کیا اس پیشگوئی کے آپ مصداق نہیں ہیں۔ اس موضوع پر آپ نے زبردست تقریر فرمائی تھی۔

یہی نشان حضور نے اس امریکن پادری کو دیا تھا۔ جو بمعہ اپنی میم کے امریکہ سے آیا تھا۔ جب اس نے نشان کا مطالبہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ کہ آپ میرے الہام کے مطابق یہاں آئے ہیں۔

(۱۶)

قسطنطنیہ سے تحفہ

ایک دفعہ کسی نے حضور کے پاس قسطنطنیہ سے عطر اور رومی مصطگی بھیجی تھی۔ اس نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں نے آپ کی کتابیں پڑھیں۔ ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خدا رسیدہ بزرگ ہیں۔ میں آپ سے تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے آپ میرا یہ تحفہ قبول فرمائیے۔

(۱۷)

گورداسپور میں آپ مقدمہ کے ایام میں مقیم تھے۔ حضور کے لئے ایک بیت الدعا بنایا گیا۔ اس میں ایک پشمینے کی چادر جائے نماز پر بچھی ہوئی تھی۔ کوئی شخص اسے اٹھا کر لے گیا اس کے گم ہو جانے پر کسی نے حضور سے ذکر کیا۔ کہ یہاں پشمینہ کی چادر تھی۔ سنکر فرمایا۔ کہ ہم دعا کرنے کیلئے آئے ہیں۔ یا جائے نماز دیکھنے کے لئے؟

(۱۸)

ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا۔ کہ حضور اگر فرمائیں۔ تو میں ڈپٹی کمشنر کو لکھوں۔ کہ آپ کو کرسی دی جائے۔ آپ نے منع فرمایا اور فرمایا۔ کہ یہ مقدمات ہمیشہ نہ رہیں گے۔ عزت وہ ہوتی ہے۔ جو آسمان سے آتی ہے فرمایا۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ لوگ باتیں کرینگے کہ فلاں شخص کا اس قدر صبر و استقلال تھا۔ ہم کو کرسی کی ضرورت نہیں۔ اس مقدمہ میں حضور پر پانچسو روپیہ جرمانہ ہوا جو حضور نے فوراً ادا کر دیا۔ اور عدالت اپیل میں بریت ہو کر واپس مل گیا۔

(۱۹)

حضور کا جماعت کے ساتھ تعلق

ایک چھوٹی سی بات حضور کے اس تعلق کو جو جماعت کے ساتھ تھا ظاہر کرتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب آپ گھر سے مسجد میں تشریف لاتے تو ایک نظر ساری جماعت پر ڈالا کرتے تھے۔ اور پھر سُبحان اللّٰہ فرمایا کرتے تھے۔ ہم پر اس بات کا بڑا ہی اثر ہوتا۔ ہماری روح کے لئے یہ ایک خوراک تھی۔

(۲۰)

عشق اور محبت کو روکا نہیں جا سکتا

ایک دفعہ ایک شخص پشاور سے آیا۔ حضور کی مجلس میں جب لوگ بیٹھتے تھے۔ تو پروانہ کی طرح گرتے تھے اور ہر شخص کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ کسی طرح آگے بڑھکر حضور کے قریب جگہ پا سکے۔ اور حضور کے منہ کے نکلے ہوئے کلمات سن سکے۔ اور تازہ وحی سے اپنی روح کو غذا دے سکے۔ چنانچہ اس دن حضرت اقدس مغرب کی نماز کے بعد تشریف فرما ہوئے۔ تو احباب اسی طرح ایک دوسرے پر مسابقت کرنے کی سعی کرنے لگے۔ وہ پشاوری بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کی کلائی پر ایک زخم بھی تھا۔ احباب کی اس بھاگ دوڑ میں اس کا زخم چھل گیا اسے اس سے بڑی تکلیف ہوئی۔ اس نے اسے سخت بد تہذیبی خیال کیا۔ اور وہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ اس کے جانے کا مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی علم ہو گیا۔ دوسرے دن حضور جب تشریف فرما ہوئے۔ تو لوگ پھر اسی طرح مسابقت کرنے لگے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب نے شکایت کی۔ کہ حضور ان لوگوں کو ذرا ادب ملحوظ خاطر نہیں ہوتا۔ اور اس پشاوری کے زخم کا واقعہ بیان کیا۔ اور کہا وہ بُرا بھلا کہتا ہوا یہاں سے چلا گیا حضور نے فرمایا:۔

مولوی صاحب یہ تو عشق و محبت کا ثبوت ہے۔ اس سے اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو لگنے دو۔ ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ دریا میں سے ایک قطرہ کم ہو گیا تو ہونے دو۔ اس سے لوگوں کو عشق و پیار کا سبق سیکھنا چاہیئے۔ نہ کہ کسی کو ٹھوکر لگنی چاہیئے۔

(۲۱)

میری جماعت مجھے اپنے خاندان سے عزیز ہے

ایک دفعہ ایک شخص نے دعا کے لئے عرض کی۔ فرمایا۔ میں تو سجدوں میں دعائیں کرتا ہوں۔ مجھے اپنی جماعت اپنے خاندان سے عزیز ہے پھر فرمایا مجھے دو چیزیں خوش کرتی ہیں۔

اوّل یہ ہے کہ میرا خدائے قادر میرے ساتھ ہے۔
دوم یہ کہ میں نجات یافتہ گروہ میں سے ہوں

(۲۲)

پانی میں بھگو کر روٹی کھالی

گورداسپور کے قیام ... کے ایام میں ایک روز مہمان زیادہ آگئے۔ کھانا ختم ہوگیا۔ حافظ حامد علی صاحب نے عرض کی۔ کہ حضور کھانا ختم ہوگیا ہے۔ اگر ارشاد ہو تو اور تیار کرالیں۔ فرمایا نہیں اور پکانے کی ضرورت نہیں دودھ ڈبل روٹی لے آؤ۔ ڈبل روٹی تو مل گئی۔ مگر دودھ نہ ملا۔ جب عرض کی گئی۔ کہ حضور دودھ بھی نہیں ملا تو فرمایا۔ پانی میں بھگو کر کھالیں گے۔ اور ایسا ہی کیا۔

اسی طرح

ایک دفعہ لاہور سے چند لوگ آئے۔ ان کے لئے کھانا نہ تھا۔ حضور کے لئے جو کھانا تھا۔ وہ انہوں نے کھالیا۔ بعد میں حضور کی دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ کھانا بچا نہیں۔ خدام کو فکر ہوئی۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ حضور اور پکا لیتے ہیں۔ فرمایا۔ اور پکانے کی ضرورت نہیں ہم مصری کا شربت پی لیں گے۔ اس زمانہ میں آپ کی طبیعت کمزور تھی۔ اس فاقہ کی وجہ سے آپ کو دورہ ہوگیا۔ اور بڑی تکلیف ہوئی۔ خدام دیر تک دباتے رہے۔ تب جاکر ہوش آیا۔

(۲۳)

حضورؑ باریک کپڑے پر موٹے کو ترجیح دیتے تھے

ایک دفعہ فرمایا باریک لباس کی جگہ موٹا اور مضبوط کپڑا پہننا اچھا ہے۔

(۲۳)

تفاؤل

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ میں ایک دفعہ مرزا صاحب کے کہنے پر (حضور اپنے والد کو مرزا صاحب کہکر یاد کرتے تھے) مقدمہ میں گیا۔ اور یہ خواہش بھی تھی۔ کہ ہمارے مدِ مقابل کو سزا بھی ہو جائے۔ میں نے راستے میں دیکھا کہ ایک شخص دو بکریوں کو پکڑ رہا ہے۔ مگر وہ پکڑی نہیں جاتیں۔ آخر وہ ایک رسی میں پھنس گئیں۔ تو اس نے کہنا شروع کیا۔ پھنس گئیں، پھنس گئیں۔ میں نے اس سے تفاؤل لیا۔ چنانچہ وہ شخص جو ہمارا مدِ مقابل تھا قید ہوگیا۔

(۲۴)

مُلّانوں کی حالت

حضور کبھی علمائے سوء کی حالت کا افسوس سے تذکرہ فرماتے۔ کہ کس قدر خراب ہو چکی ہے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ ایک مولوی کو راگ کا شوق ہوگیا۔ تو اس نے سارنگی خریدی۔ اور اسے بجانے لگا۔ مگر ایک اور شخص تھا۔ اسے سارنگی سے نفرت تھی۔ وہ آیا۔ اور اسنے اسے توڑ دیا۔ تو وہ مولوی کہنے لگا۔ کہ میں نے تو فلاں چیز فروخت کرکے اسے خریدا تھا۔

(۲۵)

اسی طرح ایک دفعہ ایک ملّاں کو جب معلوم ہوا کہ میرزا صاحب (یعنی میرزا غلام مرتضٰی صاحب) کی حالت نازک ہے۔ تو وہ باہر کھڑا ہوکر سننے لگا۔ کہ کب عورتوں کے رونے کی آواز آتی ہے۔ میرزا صاحب کو بھی کسی نے بتلا دیا۔ انہوں نے اسے بلا کر بڑا ڈانٹا۔ اور کہا کہ ابھی تو میں نے فلاں فلاں مقدمہ جیتنا ہے۔ جاؤ یہاں سے چلے جاؤ۔

مراد یہ تھی کہ یہ لوگ اس قدر اپنے اخلاق میں گر گئے ہیں۔ کہ ان کو لوگوں کی موت کا انتظار رہتا ہے اور اس فکر میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کب کسی کی جان نکلے اور ہم کو چند پیسے ہاتھ لگیں۔

(۲۶)

فرمایا۔ ایک دفعہ ایک ملّاں نے میرزا صاحب (یعنی مرزا غلام مرتضٰی صاحب) کے پاس شکایت کی کہ مجھ پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ میرے محلے کے آدمی چھوٹے چھوٹے ہیں۔ ان کے کفن کی چادر سے تو میری چادر بھی نہیں بنتی۔ تو میرزا صاحب نے کہا۔ کہ پھر میں کیا کروں

(۲۷)

اصل نماز لفظ کی ادائیگی سے نہیں ہوتی

بلکہ حضورِ قلب سے

ایک دفعہ فرمایا:- ایک صوفی زمینداری کرتے تھے ایک دفعہ وہ مغرب کی نماز پڑھنے لگے۔ پیچھے سے ایک مولوی آکر نماز میں شامل ہوگیا۔ صوفی صاحب قرأت کے الفاظ اچھی طرح ادا نہ کر سکے۔ مولوی نے نماز توڑ کر الگ نماز پڑھ لی۔ اسی رات اس کو رویا میں دکھایا گیا۔ کہ یہاں نماز اصل نماز تھی۔ تو نے یہ بھی ضائع کردی۔ اگر پڑھتا رہتا تو تیری نجات ہو جاتی۔

صبح اٹھ کر مولوی صوفی کو تلاش کرنے لگا۔ تو لوگوں نے بتلایا۔ کہ وہ ہل چلانے گیا ہے۔ مولوی وہاں اس کے کھیت پر پہنچ گیا۔ صوفی نے مولوی کو دیکھ کر اپنی چادر بچھا دی۔ مگر مولوی چادر پر نہ بیٹھا۔ اور صوفی کو بتلایا۔ کہ مجھے رویا کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمہارا خدا تعالےٰ کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ آپ یہ بتائیں۔ کہ یہ تعلق آپ نے کس طرح قائم کیا۔ وہ زمیندار صوفی کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب آپ لوگ لفظوں کو ٹھیک کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم دل کو ٹھیک کرتے ہیں۔

یہ واقعہ سنا کر فرمایا۔ کہ واقعی مولوی صرف لفظوں کو ٹھیک کرتے ہیں۔ دل کو ٹھیک نہیں کرتے۔

(۲۸)

الہام "یا عبد القادر"

سنہ ۸۳ء میں جب شہب گرے۔ تو فرمایا۔ اس وقت میں دیکھ رہا تھا کہ میں اور سید عبد القادر برابر برابر کھڑے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا۔ کہ شیخ سعدی اور سید عبد القادر ایک باغ میں سیر کر رہے ہیں۔

انہی ایام میں آپ کو الہام ہوا۔ "یا عبد القادر"۔ فرمایا۔ کہ اولیاء کو عبد القادر کا خطاب اس وقت دیا جاتا ہے جب ان کے لئے قادرانہ نشان دکھانے مقصود ہوں۔

(۲۹)

صبر و استقلال کا حیران کن نمونہ

صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات پر فرمایا۔ کہ میں نے تیرہ راتیں متواتر اس کے لئے دعائیں کیں۔ جس وقت وفات ہوئی۔ اس وقت فرمایا۔ کہ اب اس لڑکے کا تعلق خدا سے ہے۔ جب مقبرہ میں پہنچے تو لوگ افسردہ اور غمگین تھے۔ مگر آپ خوش تھے۔ فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اس صبر سے خدا خوش ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا۔ قضاء و قدر کے سامنے انسان کو سر رکھ دینا چاہیئے۔ انسان ہر ایک چیز سے کچھ نہ کچھ بچاؤ کر لیتا ہے۔ مگر قضاء و قدر سے بچاؤ ممکن نہیں

فرمایا۔ قضاء و قدر کی مثال یوں ہے۔ کہ ایک بادشاہ نے کہا کہ ایسے لوگوں کو نوکر رکھیں جو اپنی جان دینے سے ذرا دریغ نہ کریں۔ چنانچہ غور و فکر کے بعد قصابوں کو فوج میں بھرتی کیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد لڑائی ہوئی۔ تو لڑائی میں وہی سب سے آگے بھاگے۔ ان کو بلا کر جب پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم تو رگ پٹھا دیکھ کر مارتے ہیں۔ مگر وہ تو ایسے ظالم ہیں۔ کہ نہ رگ دیکھتے ہیں۔ اور نہ پٹھا۔ وہ بیدریغ تلوار مارتے ہیں۔ فرمایا۔ یہی حال قضاء و قدر کا ہے۔

(۳۰)

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ جب ہم اپنے بیوی بچوں میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ تو کوئی دیکھ کر ہم کو بھی بڑا دنیادار سمجھیگا۔ مگر ہماری حالت یہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ ہمکو کہے کہ ان کو چھری سے ذبح کردو۔ تو صرف ہم ہی ایسا کر سکتے ہیں۔

(۳۱)

خدا کا شیر

مجسٹریٹ چندو لال نے آپ کے متعلق خطرناک ارادہ کیا۔ کسی کے ذکر کرنے پر فرمایا۔ ہاں شکار تو اس کے ہاتھ میں بڑا آیا ہے۔ مگر شکار شیر کا ہے اور شیر بھی خدا کا شیر

(۳۲)

خدا کے لئے قید

لاہور سے کسی نے جھوٹی تار دی۔ کہ مدعی مہدویت گرفتار ہوگیا ہے۔ فرمایا۔ لوگوں کو جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ہے۔ فرمایا۔ اگر میں قید بھی ہو جاؤں۔ تو کیا اس کی وجہ سے میرے دعوے میں فرق آجائیگا۔ کیا یوسفؑ کی قید کی وجہ سے ان کی نبوت چھن گئی تھی۔ پس اگر میں خدا کے لئے قید ہو جاؤں تو کیا یہ بری بات ہے۔

"تذکرۃ الشہادتین" کی تصنیف کے وقت لکھا کہ ایک مسیحؑ وہ تھا۔ کہ جسے یہودیوں نے جسطرح چاہا کیا۔ مگر ایک مسیح یہ ہے جسکا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔

(۳۳)

سعد اللہ نومسلم کے متعلق

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ یہ شخص لاولد مرے گا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا۔ حضور یہ نہ لکھیں۔ وہ لائیبل کیس کر دیں گے۔ اس سے پہلے کرم دین کا مقدمہ شروع ہے۔ خواجہ صاحب کے کہنے پر اچھا کہدیا۔ اور اندر تشریف لے گئے۔ مگر جلد باہر تشریف لے آئے۔ اور فرمایا۔ کہ نہیں چھپوا دو۔ اگر مقدمہ ہوگا۔ تو ہو جائے۔ فرمایا کہ اگر لوگ میری گواہی کو چھپائیں۔ تو خدا پتھروں سے گواہی دلائے گا

---

(۳۴)

حضور کی شجاعت

جن ایام میں لیکھرام قتل ہوا۔ آپ ان ایام میں اکیلے سیر کو تشریف لے جاتے تھے لوگوں نے عرض کی کہ حضور لوگ جوش میں ہیں۔ فرمایا کہ میرے ساتھ خدا کے فرشتے ہوتے ہیں۔

---

(۳۵)

غیر احمدیوں کی نماز سے الگ نماز

کسی نے سوال کیا۔ کہ حضور اگر غیر احمدیوں کی نماز ہو رہی ہو۔ تو ہم بھی پڑھ لیں۔ فرمایا الگ پڑھ لیں۔

عرض کی گئی کہ ایک وقت میں دو نمازیں جائز نہیں۔ فرمایا۔ اگر ان کی نماز، نماز ہوتی۔ تو میں اپنی نماز الگ کیوں کرتا۔

---

(۳۶)

اپنے لڑکے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا تھا

مرزا فضل احمد سے حضور کو بڑی محبت تھی۔ اور اس کی وفات پر یہ بھی فرمایا۔ کہ ہمارا اس سے بہت تعلق تھا۔ مگر حضور نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

---

(۳۷)

ایک دفعہ ساکنین بیت اللہ کے متعلق فرمایا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد جب وہاں سے کفر کا فتویٰ آیا۔ تو فرمایا۔ اب ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

---

(۳۸)

کہانی

حضور گھر میں بچوں کی درخواست پر کبھی کہانی بھی سنایا کرتے تھے۔ مگر وہ کہانیاں معنی خیز ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ میں بیت الفکر میں تھا۔ آپ گھر میں بچوں کی فرمائش پر کہانی سنانے لگے۔ مجھ تک بھی آواز آتی تھی۔

فرمایا۔ ایک ملاں ایک مسجد میں رہا کرتا تھا۔ وہاں ایک مسافر آگیا۔ جو حج کے لئے جا رہا تھا۔ اس نے ملاں کے پاس ذکر کیا۔ کہ میں حج کو جا رہا ہوں۔ میرے پاس پانچسو روپیہ ہے۔ آپ یہ امانت رکھ لیں۔ میں صبح کو لے لونگا۔ ملاں اسکو اپنے مکان پر لے گیا۔ شام کو اس کی دعوت کی۔ اور کھانا پکایا۔ تو اس میں زہر ڈال دی۔ وہ مر گیا۔ صبح کو نمازیوں کو کہا۔ کہ یہ مسافر تھا۔ مر گیا ہے۔ اسے دفن کر دو۔ انہوں نے اس مسافر کی ریشمی کی چادر میں اسے دفن کر دیا۔ گھر میں آکر کہنے لگا۔ کہ اس کی چادر قیمتی تھی۔ یونہی چلی گئی۔ وہ کیوں کر اتاریں۔ بیوی نے کہا۔ کہ اس کا پانچسو روپیہ ہمارے پاس ہے۔ چادر کا خیال جانے دو۔ مگر ملاں کے دل سے وہ خیال نہ نکلا۔ اور وہ رات کو قبر کھودنے چلا گیا۔ جب لحد کھود لی۔ اور سر اندر داخل کر کے چادر اتارنے لگا۔ تو لحد گر گئی۔ اور اس کا سر وہیں دب گیا۔ اور مر گیا۔ لوگ صبح نماز میں آئے اور اس کو نہ پاکر اس کے گھر سے جاکر پوچھا۔ تو اس کی بیوی نے کہا۔ کہ وہ رات سے باہر ہے۔ آخر تلاش کرتے کرتے اس کا پتہ لگا۔ کہ وہ قبر میں مرا پڑا ہے۔

---

(۳۹)

ایک دفعہ فرمایا۔ کہ چودھویں صدی مثل بدر کے ہے۔

حضور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو فرماتے کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے لہجے میں فرماتے۔ کہ شدید محبت ٹپکتی رہتی تھی۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلی لڑائی کی تھی۔ وہ بھی بدر کی لڑائی تھی۔ فرمایا یہ دو بدر آپؐ کے لئے خدا نے جمع کئے ہیں۔

فرمایا۔ درختوں کی آبپاشی پانی سے ہوتی ہے مگر اسلام کی آبپاشی راستبازوں کے خون سے ہوئی۔ اس لئے اسلام مٹ نہیں سکتا۔

حضور کی مجلس میں بیٹھ کر یاد ایسی بڑھتی تھی۔ اور اسلام کی محبت تازہ ہوتی تھی۔

---

(۴۰)

حضور کسی مصیبت میں گھبراتے نہیں تھے

چندولال کی تبدیلی کے بعد جو مجسٹریٹ آیا۔ وہ دیر تک آپ کو کھڑا رکھتا۔ ایک دفعہ آپ نے پانی کی ضرورت کا اظہار کیا۔ تو مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ عدالت میں پانی کہاں۔ حضور خاموش ہو گئے۔ شام کو تار آئی۔ کہ تمہارا لڑکا مر گیا ہے۔ دوسرے دن پھر تار آئی کہ دوسرا لڑکا بھی مر گیا ہے۔

روایات

ماسٹر ماموں خاں صاحب سابق ڈرل ماسٹر قادیان

(۱)

حضرت اقدس کی دعا کی برکت

میری بیوی کو اتفاقاً دق کی مرض ہو گئی۔ میرے والدین سلسلہ کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے مجھے طعنے دینے شروع کئے۔ کہ دیکھا۔ احمدی ہونے کی سزا تجھے مل گئی۔ اور تیری بیوی کو دق کی مرض ہو گئی۔ میں نے اس بات کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا۔ تو حضور نے فرمایا:۔

بار بار دعا کے لئے مجھے یاد کراؤ۔ انشاءاللہ صحت ہو جائے گی۔ اور تمہارے والدین تم سے خوش ہو جائیں گے۔ خدا ان کو بھی ایمان نصیب کریگا۔ میں دعا کرونگا۔

چنانچہ میں دعا کے لئے روزانہ رقعہ پیش کر دیتا تھا۔ میری بیوی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زیر علاج تھی۔ خدا کے فضل سے اس کو اس موذی مرض سے صحت ہو گئی۔ اور حضرت اقدس کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا۔ جس کا نام عبدالرحمٰن خاں شاہد ہے۔ اور جو خدا کے فضل سے ابھی تک زندہ سلامت موجود ہے۔ میرے والد صاحب بھی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور احمدیت پر ہی ان کی وفات ہوئی۔

---

(۲)

میں ابھی غیر احمدی ہی تھا۔ اور پنڈت لیکھرام کا واقعہ قتل ہو چکا تھا۔ کہ ایک شخص گنگا بشن نامی جو ماچھی واڑہ کا رہنے والا تھا۔ اٹھا۔ اور حضرت اقدس سے نشان طلب کرنے لگا۔ وہ اپنے آپ کو لیکھرام کا جانشین قرار دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے گنگا بشن کو بھی میدان میں للکارا۔ وہ مباہلہ کے لئے تو نہ نکلا۔ مگر اخبارات کے ذریعہ گندہ دہنی کرتا رہا۔ حضرت اقدس نے اس کے بارہ میں جناب الہٰی میں التجا کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گنگا بشن جو بڑے زور و شور سے بڑے دعاوی لیکر کھڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے اندھا ہو گیا۔ متواتر دو سال تک ہم نے اس کو طرح طرح کے عذاب الٰہی میں مبتلا دیکھا۔ اس کو اندرونی امراض نے آگھیرا۔ وہ تکلیف کی وجہ سے چلاتا تھا۔ لوگوں کے کندھوں پر سوار ہو کر حکیموں کے پاس جاتا تھا۔ اور بازاروں اور گلی کوچوں میں درد کی شدت کی وجہ سے واویلا کرتا اور شور مچاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے گھر والے بھی اس سے تنگ آگئے۔ اور اسی حالت میں اس کی موت ہوئی

---

(۳)

جن دنوں پہلی دفعہ سخت طاعون پڑی۔ میں ان دنوں ماچھی واڑہ میں میونسپل کمیٹی میں ملازم تھا۔ اور میری ڈیوٹی یہ لگائی گئی۔ کہ میں پلیگ کے مریضوں کے نام لکھوں۔ یہ طاعون بڑی خوفناک تھی۔ حضرت اقدس نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ طاعون آئیگی۔ لوگو خدا کے غضب سے ڈرو۔ میرے گھر میں کل اٹھائیس افراد تھے۔ جن میں سے آٹھ باقی بچے۔

احباب خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مبلغین احمدیت کے کارنامے

فلسطین میں ہمارے مبلغ کے ساڑھے چار سال

(۲)

معذرت:۔ میں خرابی صحت کی وجہ سے کاپیاں خود نہیں دیکھ سکتا۔ میرے دفتر کا کاپی ریڈر نیا آدمی ہے۔ وہ ابھی پورے طور پر توجہ کے کاپی درست نہیں کر سکتا۔ اس لئے بعض اوقات سخت سخت غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات بجائے اصلاح کے عبارت میں ایسے الفاظ داخل کر دئے جاتے ہیں۔ جن سے عبارت کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ "مبلغین احمدیت کے کارنامے" کے عنوان سے جو مضمون گذشتہ نمبر میں شائع ہوا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا ہے۔ کہ اس میں ایسی غلطیاں ہیں۔ کہ جو پڑھنے والے کے لئے بہت تکلیف دہ ہیں۔ اور شاید بعض نازک طبع احباب نے اس کو پڑھنے سے ہی اغماض کر لیا ہو۔ مثال کے طور پر لکھا ہے۔ کہ "ایک مجاہدین کی خدمت کا اعتراف اپنا فرض خیال کرتا ہوں"۔ اب جبکہ ایک طرف ایک کا لفظ اور دوسری طرف خدمت لفظ پڑا ہوا ہو۔ تو مجاہدین کیسے بن سکتا ہے۔ مگر مجاہد کا مجاہدین بنا دیا گیا۔

میں انتہائی تاسف سے اس نقص کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور آئندہ کے لئے اس نقص کی اصلاح کی طرف پوری توجہ کا یقین دلاتا ہوں (ایڈیٹر)

میں نے گذشتہ نمبر میں بتلایا تھا۔ کہ مبلغ فلسطین کن حالات میں فلسطین گیا۔ اور وہاں کس قسم کی قربانی سے کام لینا پڑا۔ آج کی قسط میں ہم ان کے اس کام کو پیش کرتے ہیں جو انہوں نے کیا۔

جماعت کی تعمیر کا کام اگرچہ مولانا شمس کے زمانے میں دمشق۔ فلسطین۔ مصر میں باقاعدہ جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ اور بعض دیگر مقامات پر بھی بیج ڈالا جا چکا تھا۔ اور کسی جگہ ایک اور کسی جگہ دو آدمی اور کسی جگہ اس سے زیادہ سلسلہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور بہت سے کام ابتدائی حالت میں تھے۔ جیسے تعمیر مسجد اور مدرسہ احمدیہ وغیرہ مولانا ابو العطاء نے سب سے پہلا کام

تنظیم جماعت

کا کیا اور قاہرے اور فلسطین میں اگرچہ جماعتیں تو موجود تھیں اور ان کا ایک نظام بھی تھا۔ مگر ضرورت تھی۔ کہ اسے اس سے زیادہ منظم صورت میں لایا جائے۔ چنانچہ باقاعدہ انجمن کی تشکیل عمل میں آئی۔ اور رئیس۔ سکرٹری سکرٹری تبلیغ۔ لائبریرین۔ فنانشل سکرٹری کے عہدے عمل میں آئے۔ احباب جماعت تقریریں کرتے تبلیغ کرتے۔ لائبریری سے کتابیں لیکر پڑھتے۔ بعض اوقات ٹریکٹ اور رسالے احمدی نوجوان تقسیم کرنے کے لئے جاتے۔

قاہرے کا ایک واقعہ ایک نوجوان عبد الحمید خورشید نامی مولانا جلال الدین صاحب شمس کے ہاتھ پر احمدی ہوا تھا۔ اسے سلسلہ کی تبلیغ کا بیحد جوش تھا۔ اور اس جوش کی وجہ سے وہ اپنے حلقہ احباب میں سخت مغضوب ہو گیا تھا۔ اکثر لوگ اس کے دشمن ہو گئے تھے۔ اور اسکو نقصان پہنچانے کی فکریں لگے رہتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا ابو العطاء کے زمانہ قیام میں وہ جبکہ ایک نمبر "البشریٰ" کا تقسیم کر رہا تھا۔ تو اس کے خلاف بیحد جوش پھیل گیا۔ البشریٰ کا یہ نمبر علمائے ازھر کے جواب میں شائع کیا گیا تھا۔ علمائے ازھر نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں ایک لمبا چوڑا مضمون احمدیت کے خلاف شائع کیا تھا۔ اس مضمون کو مصر میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلامی میں بہت بڑی اہمیت دی گئی۔ فلسطین شام۔ عراق۔ عدن۔ کویت۔ سنگاپور۔ مراکش کے اخباروں میں میں نے خود اسے چھپا دیکھا تھا۔ البشریٰ میں مولانا ابو العطاء نے اس رسالہ کا جواب لکھا۔ اس جواب کی اشاعت نہایت ضروری تھی۔ اور ضرورت تھی کہ علماء کے گڑھ یعنی ازھر اور اس کے گرد و پیش اسے بکثرت تقسیم کیا جائے۔ تمام احمدیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عبد الحمید آفندی خورشید نے اسے شارع ازھر میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ ایک قہوہ خانہ میں ازھری طالب علم جمع تھے۔ انہوں نے عبد الحمید کو گھیر لیا۔ پہلے تو اس سے بحث مباحثہ کرتے رہے۔ پھر لڑائی کی صورت بنا لی۔ اور انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ اسے مار ڈالیں۔ مگر گشت پر گزرنے والے سپاہی نے اس کی جان بچائی۔ عبد الحمید جب ان بھیڑیوں میں سے نکل کر چل پڑا۔ تو بعض شریر بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ مگر عبد الحمید جلد ایک گلی میں گھس گیا۔ اور گھوم کر اپنے ایک واقف کے مکان میں داخل ہو گیا۔ جہاں ساری رات اس کا محاصرہ کیا گیا۔ اور فجر کی نماز کے وقت وہ دشمن اس جگہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ بلاد عربیہ کی تبلیغ میں وہاں کے احمدی احباب کی بہت سی باتیں قابل ذکر ہیں۔ لیکن یہاں صرف ایک پر اکتفاء کر کے یہ بتلانا چاہتا ہوں۔ کہ وہاں کے احباب میں سلسلہ کی اشاعت کیلئے ایک ایسی روح پیدا ہو چکی ہے۔ کہ وہ اس غرض کے لئے قربانی میں کسی سے پیچھے نہیں رہنا چاہتے۔ اگر خدا نے توفیق دی تو وہاں کے بعض احباب کی قربانیوں کا تذکرہ بھی شائع کر سکوں گا وباللہ التوفیق۔

الغرض

سب سے پہلا کام تنظیم جماعت کا ہوا۔

رسالہ کا اجرا مولانا شمس کے زمانہ میں مخالفین کے جوابات میں بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔ بعض غیر احمدیوں کے متعلق تھیں۔ اور اور بعض عیسائیت کے متعلق اور بعض بہائیت کے متعلق۔ مگر مولانا ابو العطاء نے ایک رسالہ کا اجراء کیا۔ جو پہلے سہ ماہی تھا۔ اس وقت بے سروسامانی کی یہ حالت تھی۔ کہ سہ ماہی رسالہ کا جاری کرنا بھی بہت مشکل اور ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ مگر مولانا کے عزم نے ثابت کر دکھایا کہ

ناممکن کا لفظ احمقوں کی ڈکشنری میں لکھا ہے

وہ سہ ماہی رسالہ باوجود کمی سرمایہ کے اور باوجود جماعت کی ابتدائی حالت کے اللہ تعالےٰ پر توکل کر کے جاری کر دیا گیا۔ جو آہستہ آہستہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے وہی رسالہ

ماہواری رسالہ

کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ابتداء میں اس کی طباعت کے لئے دقتیں تھیں۔ کبھی ان ہی دقتوں کی وجہ سے مصر سے طبع کرانا پڑتا تھا۔ خریدار کوئی نہیں ملتا تھا۔ کسی اخبار یا رسالہ سے اسکا تبادلہ کرنا تو ایک طرف رہا۔ کسی اخبار نویس سے یہ توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ کہ وہ تعصب کی وجہ سے اسے پڑھیگا بھی یا نہیں

مگر

آج خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ سعی اس قدر بار آور ہوئی ہے۔ کہ رسالہ تمام ممالک عربیہ میں ایک خاص شہرت حاصل کر گیا ہے۔ اور اس کی اشاعت مراکش۔ الجزائر امریکہ تک پھیل گئی ہے۔ اور رسالوں اور اخبارات نے تبادلے بھی منظور کر لئے ہیں۔ بلکہ بعض بڑے بڑے

بلند پایہ

اشخاص نے اس رسالہ پر ریویو لکھے۔ اور اس کی مدح سرائی کی۔ اس رسالہ نے نہ صرف ہمارے احباب کے علم میں اضافہ کیا۔ بلکہ مخالفین کے اعتراضوں کا جواب دیا۔ عیسائیوں۔ بہائیوں۔ دہریوں پر ہجوم کیا۔ اس ہجوم کی وجہ سے بھی لوگوں میں ایک بہت بڑی ہمدردی ہم سے پیدا ہو گئی۔

رسالہ کے لئے ایک اہم قدم اب جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم

رسالہ باقاعدہ اور ماہوار ہو گیا۔ ایک اور قدم اٹھایا گیا۔ جو بہت ہی بلند و بالا تھا۔ اور وہ یہ تھا۔ کہ یورپ کے مستشرقین کو رسالہ بھیجا جانے لگا۔ مستشرقین یورپ میں سے بہت سے لوگ احمدیت کے نام سے بھی ناواقف تھے۔ مگر اس رسالہ نے جبل کرمل سے طلوع کر کے یورپ کی وادیوں میں اپنی شعاعیں ڈالیں۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جس کی قیمت آج نہیں لیکن کسی وقت معلوم ہو گی۔

پریس کا قیام

ان کاموں میں سے جو مولانا ابو العطاء کے زمانہ قیام میں بلاد عربیہ میں سر انجام پائے ایک عربی پریس کا قیام ہے۔

فلسطین میں ہمارے ہاتھ میں پریس کے نہ ہونے سے یہ اندیشہ تھا۔ کہ کسی وقت فلسطینی مطبعے ہمارے رسالوں اور کتابوں کے چھاپنے سے انکار کر دیں تو ایسی صورت میں بہت سی مشکلات کا سامنا ہو جائیگا اس لئے اپنا پریس قائم کرنا نہایت ضروری تھا۔ جیسے آہستہ آہستہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ باوجود شدید دشواریوں کے مولانا ابو العطاء کی ہمت نے ایک پریس کا افتتاح کر دیا۔

اس سلسلہ میں یہ بات نہایت عجیب ہے۔ کہ پریس کی خرید کے اخراجات وہاں کی جماعتوں نے ادا کئے

مسجد کی تکمیل و افتتاح

مولانا جلال الدین شمس نے اپنے زمانہ قیام میں کبابیر کے جبل کرمل پر ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس کا نام مسجد سیدنا محمود رکھا۔ اس مسجد کا مفصل تذکرہ گذشتہ سال کے الحکم میں آچکا ہے۔ احباب نے نہایت محبت اور شوق سے اسکی تعمیر میں حصہ لیا۔ مگر مسجد کی چھت کا کام باقی تھا۔ کہ مولانا شمس صاحب واپس آ گئے۔ اور یہ کام مولانا ابو العطاء کے سپرد ہوا مولانا ابو العطاء کے سامنے اگرچہ بہت سی مشکلات تھیں۔ مگر انہوں نے اس کام کے متعلق پوری توجہ اور پوری ہمت کو استعمال کیا۔

مسجد قومی زندگی کا نشان ہے

تعمیر قومی کے لئے مسجد کا وجود بڑا ضروری ہے۔ بلاد عربیہ میں ہمارے پاس کوئی مسجد نہ تھی اور عام طور پر ہم لوگ اپنے مکانوں میں نمازیں پڑھتے تھے۔ مگر اندیشہ تھا۔ کہ کہیں یہ غلط فہمی نہ پھیلا دی جائے کہ ہم مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہی نہیں سمجھتے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ہم ایک مسجد تعمیر کریں۔ جو بہت بلند و بالا ہو۔ اور وہ اپنے وجود سے اعلان کرتی رہے۔ کہ یہ لوگ کوئی جدید مذہب نہیں رکھتے۔ بلکہ

دین فطرت

ہی کے تابع ہیں۔ اور مسجد کا قبلہ رخ ہونا بتلاتا رہے کہ یہ مسجد

آخر المساجد

سے کوئی جدا چیز نہیں۔

آذان کی آواز

ہمارے مسلمان ہونے اور اسلام پر ایک کھلی کھلی شہادت ہو۔ اور ان تمام غلط فہمیوں کا قلع قمع کر دے جو پھیلائی جاتی ہیں ایک بہت بلند و بالا مسجد بنانا اگرچہ اس وقت ہمارے امکان میں نہ تھا۔ مگر خدا تعالے نے ایک پہاڑی پر مسجد بنانے کی صورت پیدا کر دی۔ اور اس طرح ہمارے عقائد کی اشاعت اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کا ایک ذریعہ پیدا کر دیا۔

مدرسہ احمدیہ

ایک اور مفید اور عظیم الشان کام کی داغ بیل مولانا ابو العطاء کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ اور وہ مدرسہ احمدیہ کا قیام تھا۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس کے زمانہ میں وہاں ایک پرانی طرز کا مدرسہ تھا۔ جس میں شیخ عبد القادر صاحب مغربی بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ لیکن بڑھنے والی قوم کا قدم آگے ہی آگے پڑتا ہے۔ ہمارے بچے اگر غیروں کے مدرسوں میں جائیں۔ تو یہ اندیشہ شدید تھا۔ کہ مخالف اساتذہ ان کو اپنے خیالات سے مسموم نہ کریں۔ اس لئے یہ شدید ضرورت تھی۔ کہ وہاں ایک جدید نظام پر ایک مدرسہ قائم کر دیا جائے۔ اس کے لئے سخت مشکلات تھیں۔ کبابیر میں کوئی مدرس مل نہیں سکتا تھا۔ غیر احمدی مدرس کو اپنے مدرسہ میں رکھنے سے ہماری غرض مفقود ہو جاتی تھی۔ اس لئے بہت سی پریشانیوں میں سے گزرنا پڑا۔ آخر تجویز یہ ہوئی کہ مصر سے ایک نوجوان احمدی فلسطین بھیج دیا جائے۔ کچھ وہ اور کچھ شیخ عبد القادر مغربی اور کچھ مشنری خود پڑھائے۔ اور اس طرح مل ملا کر مدرسہ کو چلایا جائے۔ اس غرض کیلئے محمد سعید بخت ولی نامی نوجوان کو منتخب کیا گیا۔ محمد سعید ازھر میں ایک طالب علم تھا۔ اس کا والد افغانی رواق کا شیخ تھا۔ محمد سعید احمدی ہو کر سلسلہ میں داخل ہوا۔ علماء ازہر نے تحقیقات کر کے اسکو ازھر سے خارج کر دیا۔ وظیفہ بند کر دیا۔ مگر وہ اس تکلیف میں بھی ثابت قدم رہا۔ اسلئے تجویز ہوئی کہ اسے مدرسہ کیلئے فلسطین بھیج دیا جائے۔ مگر حکومت فلسطین نے اسے فلسطین میں جانے کی اجازت نہ دی۔ ایک لمبی جد و جہد کے بعد مولانا اس کے فلسطین لیجانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور مدرسہ کی شکل کو تبدیل کر کے جدید نظام مدارس کی طرز پر مدرسہ کا افتتاح کر دیا۔ اس مدرسہ کی آج یہ حالت ہے۔ کہ خدا تعالے کے فضل سے حکومت فلسطین نے اسے منظور کر لیا ہے۔ اور وہ بہت جلد سرکاری امداد حاصل کر لے گا۔

(باقی)

صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کی تقریر

نیشنل لیگوں کیلئے پروگرام تیار ہو گیا

۶ مارچ نیشنل لیگ لاہور کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا نیشنل لیگ نے ایک ولولہ انگیز تقریر کی۔ آپ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”بیرونی لیگوں کی طرف سے پیغام موصول ہو رہے ہیں۔ کہ انہیں کوئی پروگرام بتایا جائے آپ کی اور بیرونی احباب کی اطلاع کے لئے میں یہ کہدینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ پروگرام بنا لیا گیا ہے۔ اور عنقریب سامنے رکھدیا جائیگا۔ آپ لوگ عمل کے لئے تیار رہیں۔

ہم نے ہر ممکن طریق سے کوشش کی۔ کہ حکام اپنے فرائض کو پہچانیں۔ اور قانون اور اخلاق کی طرف سے جو ذمہ داری ان پر عاید ہوتی ہے۔ اس کو سرانجام دیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے پے در پے خطبات ارشاد فرمائے۔ اور حکومت سے اس کے بعض افسروں کی ایسی کارگزاریاں جو وہ احرار کی حمایت اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بجا لا رہے تھے۔ گوش گزار کیں۔ نیز ہر ممکن طریق سے یہ چاہا۔ کہ حکومت مظلوم کی دادرسی کرے۔ اور ان افسران کو سزا دے۔ جو امن کو توڑنے والی تحریکوں کے ممد اور معاون ثابت ہو رہے تھے۔ لیکن حکومت کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس نے اپنے فرض منصبی کو نہ پہچانا۔ یا یوں کہیئے۔ کہ پہچاننے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ جماعت احمدیہ کے مقدس بانی علیہ السلام پر نہایت ہی دل آزار اور گندے حملے کئے گئے۔ لیکن حکومت ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اور ظالموں کے منہ میں لگام دینے کی کوشش نہ کی۔ جب حالات ایسے ہوں۔ اور ایسی کیفیت ہو۔ تو وہ نیشنل لیگ جو احرار کے صدر مقام لاہور میں ہے۔ اس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جانی چاہئیں۔ اور اس کے احساسات کو ایک نمایاں رنگ میں ظاہر ہونا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو سلسلے کی عزت اور ناموس کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے خواہ وہ قید ہونے کی صورت میں ہو۔ یا جان دینے کی صورت میں۔ دریغ کریگا۔ اگرچہ قادیان کی نیشنل لیگ نے سب سے پہلے اعلان کیا ہے کہ وہ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک لاہور کی نیشنل لیگ کا ایک بچہ بھی زندہ ہے۔ ہمیں یہ ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ بوجہ احرار کے مرکز میں موجود ہونے کے پہلی ذمہ واری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر خدا تعالے کا فضل شامل ہوا۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب ہم ملک کی فضاء کو اس طرح بدلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کہ امن سوز تحریکیں۔ فتنہ و فساد پیدا کرنے میں ہمیشہ کے لئے ناکام ہو جائیں۔ آپ لوگ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیں۔ اور اگر آپ حقیقی طور پر محسوس کریں۔ کہ آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ اور زیادہ دیر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک برداشت نہیں کر سکتے تو ایک ہفتہ کے اندر اندر قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کورز کے سامنے اپنے آپ کو پیش کریں۔ پس وہ جو تم میں سے ہر ایک تکلیف برداشت کرنے کو تیار ہو۔ اپنا نام پیش کر دے۔ اور اپنی سچی قربانی سے دنیا پر ظاہر کر دے۔ کہ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے۔

میں خدا تعالے سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم دنیا میں حقیقی امن کی بنیادیں قائم کر دیں۔

(نامہ نگار)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضؓ

حضرت سائیں امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ (مجذوب) نوشہرہ ککے زئیاں کے حالات

(۳)

مجھے یہ معلوم کر کے ازحد خوشی ہوئی ہے۔ کہ ماسٹر عبدالعزیز صاحب نے سائیں امام الدین صاحب کے حالات اخبار الحکم میں شائع کرائے ہیں۔ چونکہ میرے ساتھ بھی سائیں صاحب مرحوم کا دوستانہ تعلق تھا۔ اس لئے میں بھی چشمدید حالات جو میری یاد میں محفوظ ہیں درج ذیل کرتا ہوں۔

مجھے یہ یاد نہیں رہا۔ کہ میرا سائیں صاحب مرحوم سے کس طرح تعلق ہوا۔ کیونکہ سائیں صاحب مرحوم نہ میرے ہم عمر نہ ہم مکتب اور نہ ہی ہم محلہ تھے۔ ہاں یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ لڑکپن میں ہی محسن۔ فیاض اور ہر دلعزیز تھے۔ اور اپنے گاؤں میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ اور صوفی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کو کیمیا گری کا بہت شوق تھا۔ لباس بہت سادہ پہنتے تھے۔ چنانچہ آپ کا پاجامہ موٹی پنڈلی تک ہوتا تھا۔ نماز نہایت استقلال سے ادا کرتے تھے۔ اکثر اوقات نماز ظہر کی ادائیگی نماز عصر تک اور عصر کی نماز مغرب تک پہنچ جاتی تھی۔

آپ کی فیاضی کا یہ عالم تھا۔ کہ خربوزہ کے موسم میں سالم چھٹ خربوزہ خرید کر مدرسے کے پاس شارع عام پر رکھ دیتے۔ ہر کوئی اپنا بیگانہ بلاتمیز کھاتا۔ اگر کوئی پاس سے گزرتا۔ تو اسے کہتے کہ خربوزہ کھاؤ۔ گھر میں چائے کی دیگچی چولہے پر گرم رہتی۔ جو کوئی گلی سے گزرتا اسے چائے کے واسطے بلا لیتے۔ ایک دن غالباً میری موجودگی کا ذکر ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار سے جو بڑا باخدا انسان تھا۔ کہنے لگے۔ میاں جی ہم تو مشرک ہیں۔ ہمیشہ ہمیں یہی خیال رہتا ہے۔ کہ زمین کی پیداوار آئیگی۔ نمبرداری کا پچوترا آئیگا۔ آپ کی پنشن آئیگی ایسے اسباب کی موجودگی میں انسان توکل کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور تب تک ہم مومن نہیں ہو سکتے۔ جبتک ظاہری اسباب کا سہارا نہ چھوڑیں۔ والد صاحب نے فرمایا اچھا بیٹا تمہاری مرضی۔ جیسا چاہو۔ کرو۔ پس اس دن سے آپ نے زمین کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں زمین فروخت ہو گئی۔ جب زمین فروخت ہو گئی تو نمبرداری جاتی رہی۔ اب پنشن کی تھوڑی بہت آمدنی تھی یہ جو۔ والد صاحب لا کر سائیں صاحب کے حوالے کر دیتے چونکہ سائیں صاحب شاہ خرچ انسان تھے۔ وہ قلیل رقم آپ کو کسی طرح بھی مکتفی نہیں ہو سکتی تھی۔ اب تکلیف اور ناداری کا دور شروع ہو گیا۔

ایک دن والد صاحب سے کہنے لگے۔ میاں جی اب تو ہمارے سب خدا مر گئے۔ یعنی نہ زمین رہی۔ نہ نمبرداری رہی۔ نہ کوئی اور ذریعہ آمد کا رہا۔ جس پر ہمارا بھروسہ ہو۔ ماشاءاللہ اب ہم متوکل مومن بن جائیں گے۔ خدا ہمیں تازہ رزق دیگا اور ہم کھائیں گے۔

آپ کی درسی تعلیم بہت کم تھی۔ علم تفہیم قرآن جو آپکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل عطاء ہوا تھا اس میں ہر وقت مشغول رہتے۔ اور بڑے بڑے علماء کو مقابلہ کے وقت حیرت میں ڈال دیتے۔ پس اس وقت سے آپکی روحانی ترقی کا دور شروع ہو گیا۔ چونکہ میرا باپ غریب اور مقروض تھا۔ میں ہر وقت اسی فکر میں ڈوبا رہتا۔ اور سائیں صاحب بھی نادار تھے۔ ایسی فکر کی حالت میں مجھے فرماتے۔ کہ آپ فکر نہ کریں مجھے۔ خدا کی طرف سے زمین آسمان کے خزائن کی کنجیاں ملنے والی ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب آپکی تمام تکالیف دور ہو جائیں گی۔ میں اس پر خوش ہو جاتا۔ اور خیال کرتا کہ واقعی آپ کو دنیاوی خزانہ ملیگا۔ ممکن ہے۔ کہ آپ کی تفہیم اس خزانہ سے روحانی خزانہ ہو۔ مگر میں اسکو ظاہری خزانہ خیال کرتا رہا۔ اب رفتہ رفتہ دور مجذوبیت شروع ہونے لگا۔ اور آپ تھوڑے ہی عرصہ بعد پورے مجذوب ہو گئے۔ یہاں تک کہ بیوی بچوں کی کوئی پرواہ نہ رہی۔ لیکن اس حالت میں بھی آپ میرے تعلق کو نہ بھولے۔ اگر میں باہر نہ ملتا۔ تو ہمارے گھر چلے جاتے۔ وہاں بھی نہ ملتا۔ تو کوئیں پر میرے پاس چلے جاتے۔ گو بظاہر ان کی حالت غلیظ تھی۔ لوگ آپ سے کراہت کرتے تھے۔ لیکن میں بدستور آپ کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیتا۔

ایک دن گرمی کے موسم میں دس بجے کے قریب ہم دونوں اپنے کوئیں کو روانہ ہوئے۔ زمین کی گرمی سے پاؤں جلتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ ولایت کے کتنے درجے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سترہ۔ میں نے عرض کیا آپ کا کونسا درجہ ہے۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ غالباً آپ نے فرمایا۔ میں سترھویں درجہ میں ہوں۔ پھر ایک دن ہم دونوں کوئیں کی طرف جا رہے تھے۔ کہ اچانک آپ پر وجد کی حالت ہو گئی۔ اور بڑے جوش سے آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا سبوحٌ۔ قدوسٌ۔ ربنا۔ رب الملائکۃ والروح۔

اس کے بعد بڑے تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلے اور بڑے زور سے آواز بلند فرمانے لگے۔ (من مالک ملک فارسیم) اس وقت آپ کا مجھ پر ایسا رعب ہوا۔ کہ میں اس کے متعلق آپ کی خدمت میں کچھ عرض نہیں کر سکا۔ ایک دن میری تلاش میں ہمارے کوئیں کو جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں میرے والد صاحب مرحوم گاؤں کو جاتے ملے۔ ان سے پوچھا۔ کہ اللہ رکھا کھوہ پر ہے۔ انہوں نے اس خیال سے کہ میرے انکار سے گاؤں کو واپس چلا جائیگا۔ انکار کر دیا۔ کہ وہاں نہیں ہے۔ لیکن آپ گاؤں کو واپس نہ ہوتے کوئیں پر میرے پاس پہنچ گئے۔ میں نے حقہ بھر دیا۔ آپ حقہ کی نڑی ہاتھ میں پکڑ کر منہ سے لگائے رکھتے۔ اور کسی عمیق فکر میں ڈوبے رہتے مگر کوئی کہتا۔ کہ سائیں صاحب حقہ پیو۔ تو آنکھ اٹھا کر دیکھتے اور ایک گھونٹ زور سے لگا لیتے۔ اتنے میں میرے والد صاحب مرحوم بھی گاؤں سے واپس ہو کر کھوہ پر جا پہنچے ان کو دیکھ کر سائیں صاحب بڑے زور سے ہنسے۔ اور فرمایا۔ باباجی! آپ تو فرماتے تھے۔ کہ اللہ رکھا کھوہ پر نہیں ہے اب کہاں سے آ گیا۔ اگر آپ میرے آنے سے ناراض ہوتے ہیں تو میں اس کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہوں۔ پھر آپ کے کوئیں پر نہ آؤنگا۔ اس پر میرے والد صاحب مرحوم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ کہ مجھے یہی فکر ہے۔ کہ کہیں یہ بھی آپ کے ساتھ نہ مل جائے۔ اسی واسطے میں نے انکار کیا تھا۔ میں بڈھا اور غریب ہوں۔ آپ مہربانی کر کے اس کو اسی حال میں رہنے دیں۔

اس کے بعد میری غربت اور ناداری برداشت کی حد سے تجاوز کر گئی۔ اور میں سائیں صاحب کو اسی حالت میں چھوڑ کر نوشہرہ سے ہجرت پر مجبور ہوا۔ اور میں (بڈا فراق بینی وبینک) کا مصداق ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنے محسن اور فیاض اولوالعزم دوست کی معیت سے محروم ہو گیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ بھی کچھ عرصہ کے بعد نوشہرہ سے سیالکوٹ ہجرت کر گئے تھے۔ چنانچہ سیالکوٹ کی اقامت کے دوران میں ایک خاصے عرصہ کے بعد آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ لیکن مجھے اپنی غفلت پر افسوس ہوا۔ کہ میں حاضر خدمت نہ ہو کر آخری زیارت سے محروم رہا۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

نوشہرہ کی ہجرت کے بعد میں نے سرگودہا میں اقامت اختیار کی۔ اور ایک شخص مستری محمد الدین قوم کشمیری جو سیالکوٹ کا باشندہ تھا۔ سرگودہا میں میرا ہم پیشہ تھا۔ ایک دفعہ وہ اتفاقیہ سیالکوٹ آیا۔ اس نے بیان کیا۔ کہ میں پھرتا پھرتا بازار کی طرف گیا۔ ایک جگہ دیکھا کہ بہت سا ہجوم ہے۔ میں بھی دریافت حال کے لئے وہاں چلا گیا۔ تو سائیں صاحب مرحوم ایک دوکان پر بیٹھے تھے۔ اور ارد گرد بہت سا ہجوم تھا۔ میں آگے بڑھ کر سائیں صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ اور پاؤں دبانے لگ گیا۔ اس پر سائیں صاحب نے مجھے پوچھا۔ کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں اسی جگہ کا رہنے والا ہوں۔ آجکل سرگودہا میں رہتا ہوں۔ اور اب وہاں سے میں آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا سرگودہا میں ہمارا ایک دوست اللہ رکھا نامی رہتا ہے اسکو جانتے ہو مستری محمد الدین نے عرض کیا۔ ہاں حضرت وہ تو ہمارا بھائی ہے۔ ہم ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے میرے ساتھ سرگودہا چلیں۔ سیر بھی کر آئیں۔ اور اللہ رکھا بھی آپ کو ملیگا۔ اس پر سائیں صاحب نے فرمایا۔ مجھے وہاں یعنی سرگودہا جانے کا حکم نہیں ہے۔ پس مستری محمد الدین واپس سرگودہا آ گیا۔ اور اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔ کہ سائیں صاحب آپکو یاد کرتے تھے۔ لیکن افسوس میں نے غفلت کی اور آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپکا انتقال سیالکوٹ میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے فضل وکرم سے بخشے۔ اور اپنے رحمت کے سایہ میں اسکو وافر حصہ عطاء کرے۔ آمین۔

خاکسار:۔ اللہ رکھا احمدی قوم راجپوت۔ نوشہرہ ککے زئیاں

مکرر:۔ میں نے اپنے نام کے ساتھ جو احمدی کا لفظ لکھا۔ یہ سائیں

خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو آں بازار را

از قلم صوفی فضل الٰہی صاحب احمدی بمبئی والے

خدا تعالیٰ کے قائم کردہ ماموڑ کی پیدا کردہ جمعیت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس عالمگیر رفتار کو دیکھنے پر ایک پاک فطرت انسان بول اٹھتا ہے۔ کہ جب تک زمین اور آسمان میں انسان ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ماموڑ کی بنائی ہوئی جمعیت کبھی برباد نہیں ہو سکتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

مکر ہا بسیار کردند و کنند
تا نظام کارِ ما برہم زنند
لیک اُو امرے کہ ہست از آسماں
کے زوال آید بود از حاسداں

پھر اسی طرح خدا تعالیٰ کے منشاء اور ارادہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اک ادنیٰ شکار
بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے میری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم ہو گیا میں کامگار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

الغرض اس موجودہ زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ارادہ اور منشاء کے ظہور پر سعید روحوں نے اپنی نظر پاک بین سے

واشرقت الارض بنور ربھا

کے نظارے کو دیکھا۔ یقیناً خدا تعالیٰ کے انوار محبت و پیار سے زمین چمک اٹھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

سر پہ اک سورج چمکتا ہے مگر آنکھیں ہیں بند
مرتے ہیں بن آب اور در پہ ہے نہر خوش گوار
قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

خاکسار نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے اس وقت صرف یہ مقصد ہے۔ کہ بتلایا جائے کہ خاکسار کا ساتھ نہ میرے گاؤں والوں نے دیا۔ اور نہ ہی میرے رشتہ داروں نے دیا۔ اگر ساتھ دیا تو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے ماموڑ کے پیدا کردہ بھائیوں نے دیا۔

درحقیقت خاکسار کا نکاح بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہوا۔ آپ کے طفیل مجھے اللہ تعالیٰ نے دعائیں کرنے کا شوق دلایا۔ وہ لڑکی جس سے خاکسار کا نکاح ہوا۔ وہ ایک یتیم لڑکی تھی۔ اور مخالفین کی پروردہ تھی۔ دعاؤں کے طفیل مخالفین کی مخالفت چند یوم کے لئے دب گئی۔ اور نکاح ہو گیا۔ دعاؤں کی قبولیت پر ایمان اور شوق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے تھا۔ پس اس لحاظ سے میرا نکاح بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ہوا۔

نکاح کے بعد میری بیوی کو بگاڑنے اور بہکانے کے لئے مخالفین نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا۔ لیکن دعاؤں کے مقابلے پر ان کو ان کا کوئی منصوبہ سازوار نہ آیا۔

اور یہ بھی کہ اگر دعاؤں کی قبولیت پر میرا ایمان نہ ہوتا۔ تو میرے جیسی بے سرو سامانی کے حالات میں اور پھر مخالفین کی مخالفت میں نکاح کا انتظام ایک مشکل امر تھا۔ مانسہرہ کے احمدی دوست گواہ ہیں۔ کہ خاکسار نے نکاح کی مجلس میں اپنی زبان سے خدا تعالیٰ کی قدرت پر گواہی دیتے ہوئے کہا ؎

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

مخالفین کے مکر و فریب میرے نکاح کے بعد

لتزول منہ الجبال

کے مصداق تھے۔

انہوں نے میری بیوی کو مجھ سے الگ کرنے کی خاطر پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینے کے برابر مکر و فریب سے کام لیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے رحم و فضل سے میری بیوی جس کا نام عائشہ بی بی ہے۔ اس پر ان کے مکر و فریب کا کوئی اثر نہ ہوا۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر قائم و دائم رکھے۔ (آمین)

نکاح پر ایک مہینہ ہی گزرا تھا۔ کہ خاکسار انتہائی شدید دمہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ علاج کی خاطر خاکسار نے منگلور چھوڑا۔ اور اپنے احمدی بھائیوں میں مانسہرہ ضلع ہزارہ آ گیا۔ مانسہرہ کے احمدی بھائیوں نے دعا اور دوا سے میرے ساتھ تعاون کیا۔

مانسہرہ میں جن احمدی دوستوں اور بھائیوں نے میرے ساتھ ہمدردی اور محبت کا برتاؤ کیا۔ نیک یادگار کے طور پر ان کے اسمائے گرامی کا ذکر بھی ضروری ہے۔

مولوی محمد عرفان صاحب عرائض نویس۔ سید مقصود علی شاہ صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ مانسہرہ صوفی رحمت اللہ صاحب منگلوری۔ عبدالرحیم شاہ صاحب۔ پیر محمد زمان شاہ صاحب وکیل مانسہرہ۔ منشی شیخ احمد صاحب اور وکیل عبدالقیوم صاحب وغیرہ صاحبان کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو نیک کاموں میں تعاون کی توفیق اور زمانہ عنایت فرماتا رہے۔ (آمین)

دراصل ذکر کردہ اصحاب کا خاکسار کے ساتھ ہمدردانہ تعاون خدا تعالیٰ کے رحم و فضل اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کا ایک انعکاس تھا۔

علاج میں دوستوں نے ہر چند کوشش کی لیکن ہر کوشش بے کار ثابت ہوئی۔ مانسہرہ میں ۸-۹ ماہ کے قیام میں جب علاج کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ تو خاکسار مانسہرہ چھوڑ کر ٹیکسلا ضلع راولپنڈی آ گیا۔ ٹیکسلا میں سوائے خدائے الرحم الراحمین کے کوئی پرسان حال نہ تھا۔ مسلمان کہلانے والے مجھے سخت بیمار دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ سوائے ایک دو انسانوں کے جو خود بیمار تھے۔ اور ایک امریکن ڈاکٹر کے جس کا نام مسٹر ایچ۔ ایل فیلی تھا۔ کسی انسان نے بھی ٹیکسلا میں انسانی ہمدردی نہ دکھائی۔ مسٹر فیلی باوجود اس کے کہ وہ مذہب کے لحاظ سے عیسائی تھا۔ لیکن ایک دفعہ جبکہ مرض کا مجھ پر سخت حملہ تھا۔ اس نے ایک اپنا کمپونڈر بھیجا۔ اور بلا کسی فیس اور قیمت دوائی کے میرے مکان پر میرا انجکشن کروایا۔ افسوس کہ مسلمان کہلانے والوں سے مجھے ہر مقام پر تکلیف ہی پہنچتی رہی۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت کی طرف لاوے۔ (آمین)

جہاں تک انسان کی عقل نقطہ ایمانی کی رُو سے اس کی رہنمائی کرتی ہے۔ بے اختیار اس کی زبان پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ہی گیت جاری ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی صحیح اور درست فرمایا ہے ؎

سایہ بھی ہو جائے ہے اوقاتِ ظلمت میں جدا
پر رہا تو ہر اندھیرے میں رفیق و غمگسار
اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

مبارک ہیں وہ انسان جو خدا تعالیٰ کو ہی اپنا حقیقی یار و مددگار سمجھیں۔

ٹیکسلا کے دو تین مہینے کے قیام میں جب میرے علاج کی کوئی صورت ظاہر نہ ہوئی۔ تو یہ خیال کر کے کہ خدا تعالیٰ کے ماموڑ کے قدموں میں دفن ہونا چاہیئے خاکسار نے اس کو بھی چھوڑا اور قادیان دارالامان تک آیا ۲۳ر دسمبر ۱۹۳۵ء خاکسار مرض الموت کی کی حالت میں قادیان سٹیشن پر پہنچا۔ سنا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا بھی میری چارپائی کو کندھا دینے میں شریک رہے۔ کئی بیرسٹر کوٹ پتلون اور ہیٹ کی دیکھ بھال میں قبر تک پہنچ جاتے ہیں۔

جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہو تو بڑے سے بڑے صاحب مرتبت غریبانہ زندگی بسر کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

نے بباید مرا یک ذرۂ عز ّ ہائے ایں دُنیا
کہ بے خواہد نگار من تہیدستانِ عشرتِ را

بے جا فخر بے جا زینتِ لباس بے جا سامان رہائش یہ سب تبرج الجاہلیہ کے آثار و نشانات ہیں۔ عام طور پر ان نشانات سے خدا تعالیٰ سے دوری کا پتہ چلتا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چوہدری اسد اللہ خاں صاحب کے ساتھ میری چارپائی کو کندھا دینے والے اور بھی بھائی تھے۔ میرے سامنے ان کے نام ذکر نہیں کئے گئے۔ خاکسار ان سب بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعا کرتا ہے۔ جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کے لئے میری چارپائی کو کندھا دیا۔ خدا تعالیٰ ان کو ہر دو جہان میں [illegible] (آمین) [illegible] (المعلن)

وصایا

نمبر ۵۰۲۱ :- منکہ سردار احمد ولد چوہدری شیخ احمد قوم راجپوت وریاہ۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی۔ ساکن مراڑہ تحصیل نارووال۔ ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ر فروری ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری ملکیت میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ بلکہ میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو ایک سو چالیس ۱۴۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کرتا رہوں گا۔

میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ وصیت یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا۔ فقط

العبد :- سردار احمد احمدی بی۔ ایس سی اسسٹنٹ دفتر پبلک سروس کمیشن دہلی۔ مؤرخہ ۹ر فروری ۱۹۳۶ء

گواہ شد :- عبد السلام عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ شملہ مقیم دہلی۔

گواہ شد :- شیخ احمد احمدی ایجوکیشن ہیلتھ لینڈ لینڈر ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا دہلی۔

نمبر ۳۵۲۹ :- منکہ سید نذیر حسین ولد سید نیاز علی صاحب قوم سید پیشہ طبابت و زراعت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء۔ ساکن گھٹالیاں ڈاک خانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ر ستمبر ۱۹۳۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

اراضی موروثہ ۱۲ کنال واقعہ موضع گھٹالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ قیمتی مبلغ دو صد روپیہ و مکان سکونتی خام واقعہ موضع گھٹالیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ قیمتی مبلغ یک صد روپیہ کل جائیداد قیمتی ۳۰۰/۰ روپیہ کی ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں بلکہ آمد پر ہے۔ جو کہ اندازاً اس وقت دس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد :- سید نذیر حسین سکنہ گھٹالیاں بقلم خود

گواہ شد :- محمد منیر بقلم خود گھٹالیاں

گواہ شد :- شریف احمد ولد چوہدری نواب خاں۔

نمبر ۳۸۰۵ :- منکہ میاں اللہ دین ولد میاں قطب الدین صاحب قوم وڑائچ پیشہ سوداگر چوب عمر تقریباً ۷۰ سال ساکن جہلم خاص بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے ایک ٹکڑا زمین جس کی قیمت چار ہزار روپیہ ہے۔ قیمت لکڑی موجودہ گودام قریباً ایک ہزار تین صد روپیہ۔ نقد روپیہ ایک ہزار سات سو۔ کل مالیت تقریباً سات ہزار روپیہ ہے۔ میرا گزارہ صرف اسی جائیداد پر ہے۔ یہی جائیداد میرے کاروبار کے چلنے کا ذریعہ ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

اور نیز یہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جو جائیداد بوقت وفات ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میں کوئی رقم جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں تو اس قدر روپیہ اس جائیداد کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ کل جائیداد کی قیمت ۷۰۰۰/۰ روپیہ ہے۔

العبد :- میاں اللہ دین صاحب ولد میاں قطب دین صاحب بقلم خود

گواہ شد :- عطا محمد امیر جماعت احمدیہ جہلم

گواہ شد :- سعد الدین احمد سینئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم۔

نمبر ۲۹۱۱ :- منکہ عبد الرحیم خاں صاحب ولد محمد جلال خاں صاحب قوم قریش پیشہ زمینداری عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء ساکن حصاری ڈاک خانہ گڑھی حبیب اللہ خاں تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج مورخہ ۱۴/۱۱/۳۲ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۱۲ گاؤں میں میری اراضی ہے۔ جن میں ۸ گاؤں میں ملکیت اور چار گاؤں میں رقبہ جات مرہونہ ہیں

العبد :- عبد الرحیم خاں نمبردار و انعام خوار۔ حصاری ضلع ہزارہ۔

گواہ شدہ :- محمد قلیچ خاں صاحب بالاکوٹ

گواہ شد :- حکیم عبد الواحد مسلم مشنری بالاکوٹ

نمبر ۴۴۹۵ :- منکہ علی محمد ولد جلال دین قوم ارائیں پیشہ ملازمت اٹنڈنٹ مینٹل ہاسپٹل لاہور۔ عمر ۲۷ سال۔ تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۰ء ساکن ہمزہ غوث سیالکوٹ تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ر دسمبر ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ۲۱/۰ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ المرقوم ۸ر دسمبر ۱۹۳۰ء

العبد :- علی محمد موصی۔

گواہ شد :- (ڈاکٹر) غلام مصطفےٰ سکرٹری وصایا۔ لاہور۔

گواہ شد :- عبد الرحیم بقلم خود ہیڈ ڈرافٹسمین ہائیڈرو الیکٹرک برانچ لاہور۔

نمبر ۴۱۱ :- منکہ منشی محمد سعید اللہ ولد چوہدری مہر الدین مرحوم احمدی ساکن کوہلیاں ضلع گورداسپور قوم منہاس حال قادیان حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری آمدنی اس وقت صرف ۱۳/۰ روپے ہے اس کے علاوہ میری کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے۔ میں اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان جنت نشان کرتا ہوں۔

اگر میں کوئی اپنی جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ بشرطیکہ اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ یا اسکی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میں ادا نہ کر چکا ہوں۔

دعا ہے۔ کہ مولا کریم مجھے اس وصیت پر قائم رکھے اور میرا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور احمدیت پر میری موت ہو آمین ثم آمین۔

العبد :- محمد سعید اللہ احمدی ولد چوہدری مہر الدین مرحوم۔ محرر لوکل انجمن احمدیہ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور ۱۰/۱/۳۳ء

گواہ شد :- محمد اشرف قائم مقام جنرل سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان۔

گواہ شد :- میر قاسم علی پریذیڈنٹ لوکل انجمن احمدیہ قادیان۔ ۱۰/۱/۳۳ء

درخواست دعا

میرے ایک دوست مرزا منور احمد صاحب احمدیہ سکول کی ساتویں کلاس کا امتحان جو نظارت تعلیم و تربیت کے ماتحت ہونا ہے دینے والے ہیں۔ احباب انکی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

(صوفی محمد)

۲۶ مئی ۱۹۳۶ء کو

الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

۲۶ مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے جبکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں "الحکم" کا خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اس کی پانچ ہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لئے میں صرف

پچاس محبان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر الحکم کے پورے چالیس صفحے پر شائع ہوگا۔ اسمیں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی **صداقت سیرت اور کارناموں** کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ساڑھے بارہ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا۔ اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور فدائی خدام میں سے پچاس ایسے اشخاص اپنے نام دیدینگے جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔

اگر ۵ ہزار کاپی پوری نہ ہو سکی تو میں نہایت افسوس کے ساتھ اس کی اشاعت کو ملتوی کر دوں گا۔ اس لئے اپریل کے آخر تک اس تعداد کو پورا کر دیا جائے۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

خاکسار

عرفانی

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپا۔ اور دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔